فَسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ

"تو پوچھ لیا کرو ان سے جو جانتے ہیں، اگر تم نہیں جانتے" (ترجمہ شیخ الہندؒ)

فتاویٰ یسئلونک

آپ کے مسائل کا شرعی حل

رئیس دار الافتاء حضرت مولانا مفتی احسان اللہ شائق صاحب

جمعۃ المبارک 16 جمادی الاولیٰ 1444 01 دسمبر 2023

شمارہ 230

اس شمارے میں شامل فتاویٰ جات

- زندہ شخص کی طرف سے عمرہ ادا کرنا
- فون پر طلاق
- نکاح سے متعلق رہنمائی
- رضاعی بھائی کی نسبی بہن سے نکاح
- پلاٹینیم کی انگوٹھی پہننے کا حکم

سوال ارسال کرنے کے طریقے

- سوالات تحریری صورت میں متعین سوالنامے پر بالمشافہہ جمع کروائیں۔
- ask@yasalunak.com پر برقی مراسلے (ای میل) کی صورت میں ارسال کریں۔
- www.yasalunak.com پر موجود سوالنامے کے ذریعے ارسال کریں۔
- 0333-9206874 پر مکمل نام کے ساتھ واٹس ایپ کریں۔

زیر اہتمام: فقہ اکیڈمی کراچی
C-335، بلاک-1، گلستان جوہر، بالمقابل جامعہ کراچی، یونیورسٹی روڈ، کراچی، پاکستان۔

زندہ شخص کی طرف سے عمرہ ادا کرنا

سوال: جب ہم عمرہ کرنے جائیں اور اپنا عمرہ ادا کرلیں تو اس کے بعد اگر ہم کسی زندہ شخص کی طرف سے عمرہ کرنا چاہیں تو کیا یہ کرنا جائز ہے؟

جواب: شریعت اسلامیہ میں اپنے نیک عمل کا ثواب زندہ یا مردہ شخص کو ہدیہ کرنا جائز ہے خواہ ہدیہ کرنے کی نیت عمل کرنے سے پہلے کی ہو یا عمل کے بعد کی جائے، چونکہ کسی کی طرف سے نفلی عمرہ ادا کرنے سے مقصود بھی ان کو عمرے کا ثواب پہنچانا ہوتا ہے؛ لہٰذا آپ اپنے عمرے سے فراغت کے بعد زندہ شخص کی طرف سے بھی نفلی عمرہ ادا کر سکتے ہیں، احرام باندھتے وقت ان کی طرف سے نیت کریں، اور تلبیہ بھی ان کی طرف سے پڑھیں۔

«من صام أو صلى أو تصدق وجعل ثوابه لغيره من الأموات أو الأحياء، جاز ويصل ثوابها إليهم عند أهل السنة والجماعة، وقد صح عن رسول الله - صلى الله عليه وسلم - «أنه ضحى بكبشين أملحين: أحدهما: عن نفسه، والآخر: عن أمته ممن آمن بوحدانية الله تعالى وبرسالته» - صلى الله عليه وسلم»۔ (بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع، كتاب الحج: فصل نبات الحرم)

«والأصل فيه: أن الإنسان له أن يجعل ثواب عمله لغيره، صلاة أو صوما أو صدقة أو قراءة قرآن أو ذكرا أو طوافا أو حجا أو عمرة أو غير ذلك عند أصحابنا؛ للكتاب والسنة... وبهذا علم: أنه لا فرق بين أن يكون المجعول له ميتا أو حيا، والظاهر أنه لا فرق بين أن ينوي به عند الفعل للغير أو يفعله لنفسه ثم بعد ذلك يجعل ثوابه لغيره؛ لإطلاق كلامه»۔ (البحر الرائق شرح كنز الدقائق، كتاب الحج:باب الحج عن الغير)

«(وشرط العجز) المذكور (للحج الفرض لا النفل لاتساع بابه.... قال في اللباب: وهذه الشرائط كلها في الحج الفرض، وأما النفل، فلا يشترط فيه شيء منها: إلا الإسلام والعقل والتمييز، وكذا الاستئجار»۔ (الدر المختار وحاشية ابن عابدين، كتاب الحج: باب الحج عن الغير)

«(العبادات ثلاثة أنواع): مالية محضة، كالزكاة وصدقة الفطر، وبدنية محضة، كالصلاة والصوم، ومركبة منهما، كالحج. والإنابة تجري في النوع الأول في حالتي الاختيار والاضطرار، ولا تجري في النوع الثاني وتجري في النوع الثالث عند العجز». (الفتاوى الهندية، كتاب المناسك: الباب الرابع عشر في الحج عن الغير)

فون پر طلاق

سوال: لڑکی پاکستان میں اور لڑکا غیر ملک میں ہے کبھی نہیں ملے۔ نکاح فون پر ہو گیا دونوں کے والدین ان کے طرف سے وکیل تھے، اب کسی وجہ سے فون کے ذریعے طلاق دی گئی، اس کی شرعی حیثیت کیا ہے اور عدت کا کیا حکم ہے؟

جواب: طلاق واقع ہونے کے لیے خاوند کا اپنی منکوحہ بیوی کی طرف الفاظِ طلاق منسوب کرنا ضروری ہے، گواہوں کی موجودگی یا میاں بیوی کا ایک مجلس میں ہونا ضروری نہیں ہے؛ اسی لیے خط وکتابت اور موبائل فون سے بھی طلاق واقع ہوجاتی ہے۔

لہٰذا صورتِ مسئولہ میں اگر خاوند نے واقعی اپنی بیوی کو ہمبستری یا خلوتِ صحیحہ (میاں بیوی دونوں کا ایسی جگہ میں تنہا جمع ہوجانا جہاں ازدواجی تعلقات قائم کرنے میں کوئی حسی، شرعی یا طبعی مانع نہ ہو، اگرچہ ایسی تنہائی میں ازدواجی تعلق قائم نہ کیا ہو) سے پہلے فون پر ایک طلاق دی ہو، تو بیوی پر ایک طلاق بائن واقع ہوئی ہے اور نکاح ختم ہو گیا ہے، خاوند کے ذمے آدھا مہر دینا لازم ہے، نیز اس صورت میں بیوی پر عدت گزارنا بھی ضروری نہیں ہے بغیر عدت کے دوسری جگہ نکاح کرسکتی ہے، سابقہ شوہر کے ساتھ میاں بیوی کے حیثیت سے دوبارہ ساتھ رہنے کے لیے ازسرِنو نئے مہر کے ساتھ گواہوں کی موجودگی میں دوبارہ نکاح کرنا ضروری ہے۔

«(صريحه: ما لم يستعمل إلا فيه) ولو بالفارسية (كطلقتك، وأنت طالق، ومطلقة) بالتشديد، قيد بخطابها؛ لأنه لو قال: إن خرجت يقع الطلاق، أو لا تخرجي إلا بإذني؛

فإني حلفت بالطلاق، نخرجت لم يقع؛ لتركه الإضافة إليها ... قوله: (لتركه الإضافة) أي: المعنوية؛ فإنها الشرط والخطاب من الإضافة المعنوية، وكذا الإشارة، نحو: هذه طالق، وكذا نحو امرأتي طالق وزينب طالق».(الدر المختار وحاشية ابن عابدين، كتاب الطلاق: باب صريح الطلاق)

«وكان التبليغ بالكتاب والرسول كالتبليغ بالخطاب، فدل أن الكتابة المرسومة بمنزلة الخطاب، فصار كأنه خاطبها بها بالطلاق عند الحضرة فقال لها: أنت طالق أو أرسل إليها رسولا بالطلاق عند الغيبة فإذا قال: ما أردت به الطلاق، فقد أراد صرف الكلام عن ظاهره فلا يصدق».(بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع، كتاب الطلاق: فصل في بيان صفة الواقع بكل واحد من نوعي الطلاق)

«إذا طلق الرجل امرأته ثلاثا قبل الدخول بها، وقعن عليها، فإن فرق الطلاق، بانت بالأولى ولم تقع الثانية والثالثة».(الفتاوى الهندية، كتاب الطلاق:الفصل الرابع في الطلاق قبل الدخول)

«فالعدة في الشرع أنواع ثلاثة: عدة الأقراء، وعدة الأشهر، وعدة الحبل، أما عدة الأقراء ... وشرط وجوبها: الدخول أو ما يجري مجرى الدخول، وهو الخلوة الصحيحة في النكاح الصحيح دون الفاسد، فلا يجب بدون الدخول، والخلوة الصحيحة «.(بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع، كتاب الطلاق: فصل في توابع الطلاق)

«وإن طلقها قبل الدخول بها والخلوة، فلها نصف المسمى؛ لقوله تعالى: {وَإِنْ طَلَّقْتُمُوهُنَّ مِنْ قَبْلِ أَنْ تَمَسُّوهُنَّ} [البقرة: ٢٣٧] الآية» . (الهداية في شرح بداية المبتدي ،كتاب النكاح: باب المهر)

نکاح سے متعلق رہنمائی

سوال: کیا اگر کسی لڑکے اور لڑکی میں انڈرسٹینڈنگ ہو اور شادی کا ارادہ رکھتے ہوں تو ۱۹ سال کی عمر میں والدین کی مرضی سے نکاح کیا جاسکتا ہے، جب کہ رخصتی کا ارادہ ۲ سال بعد ہو؟ دونوں کی عمر ۱۹ سال ہے، تحریری جواب کی درخواست ہے۔

جواب: کسی نامحرم کے ساتھ غلط تعلق قائم کرنا بڑا گناہ ہے، شادی کے بغیر آپس کے تعلقات کی بنیاد پر جتنی بات چیت ہوگی، سب گناہ کے کام ہیں، ان سے توبہ واستغفار کرنا اور آئندہ کے لیے اجتناب کرنا لازم ہے، اگر نکاح کا ارادہ بن جائے تو والدین کی مرضی سے نکاح کیا جاسکتا ہے۔ نکاح کے بعد رخصتی کی شرعاً کوئی مدت متعین نہیں ہے، البتہ جتنی جلدی ہوسکے رخصتی کروانا بہتر ہے، حسبِ مصلحت تاخیر کی گنجائش ہے۔ البتہ رخصتی میں تاخیر سے کسی خرابی کا اندیشہ ہو تو رخصتی میں جلدی کرنا لازم ہے۔

عن عائشة، قالت: تزوجها رسول الله صلى الله عليه وسلم وهي بنت ست، وبنى بها وهي بنت تسع۔ (صحيح مسلم: كتاب النكاح، باب تزويج الأب البكر الصغيرة)

وأما وقت زفاف الصغيرة المزوجة والدخول بها، فان اتفق الزوج و الولى على شئ لاضرر فيه على الصغيرة عمل بها، وان اختلفا فقال أحمد وابو عبيد: تجبر على ذلک بنت تسع سنين دون غيرها۔ (فتح الملهم: كتاب النكاح، باب تزويج الأب البكر الصغيرة)

وفي صفرها تزوج على فاطمة وبني بها في ذي الحجة۔ (مجمع بحار الأنوار: خاتمة الكتاب، فصل في السير من سيرنا المختصر)

وأخرج ابن سعد، عن الواقديّ ---ومن طريق عمر بن عليّ، قال: تزوّج عليّ فاطمة في رجب سنة مقدمهم المدينة، وبنى بها مرجعه من بدر، ولها يومئذ ثمان عشرة سنة.

(الإصابة في تمييز الصحابة : حرف الفاء، فاطمة الزّهراء)

رضاعی بھائی کی نسبی بہن سے نکاح

سوال: زید نے اپنی ماں کے علاوہ مریم نامی عورت کے بڑے بیٹے کے ساتھ مریم نامی عورت کا دودھ پیا۔ اور پھر بکر جو زید کا کزن ہے، اس

نے اپنی ماں کے علاوہ اسی مریم نامی عورت کے سب سے چھوٹے بیٹے کے ساتھ مریم نامی عورت کا دودھ پیا۔ اب زید اور بکر تو رضاعی بھائی بن گئے۔ کیا زید کا بکر کی دوسری نسبی بہنوں میں سے کسی سے نکاح جائز ہے؟ رہنمائی فرمادیں۔

جواب: شریعت اسلامیہ میں جس طرح نسب سے حرمتِ نکاح ثابت ہوتی ہے اسی طرح رضاعت سے بھی حرمتِ نکاح ثابت ہوتی ہے، البتہ چند مسائل میں رضاعت کے احکام نسب کے احکام سے جدا ہیں، منجملہ ان میں سے ایک مسئلہ یہ بھی ہے کہ سگے بھائی کی نسبی بہن سے نکاح نہیں ہوسکتا جبکہ رضاعی بھائی کی نسبی بہن سے نکاح ہوسکتا ہے۔

چونکہ صورت مسئولہ میں بکر کی بہنیں، زید کے رضاعی بھائی کی نسبی بہنیں بنتی ہیں؛ لہٰذا زید کا بکر کی کسی بھی بہن سے نکاح جائز ہے، بشرطیکہ حرمتِ نکاح کی کوئی دوسری وجہ موجود نہ ہو۔

«ثم حرم بالرضاع مثل هذا العدد الذي حرم بالنسب والصهر وثبوت الحرمة بسبب الرضاع منصوص في قوله تعالى: {وأمهاتكم اللاتي أرضعنكم وأخواتكم من الرضاعة} [النساء: ٢٣] وبين رسول الله - صلى الله عليه وسلم - ذلك بقوله: «يحرم من الرضاع ما يحرم من النسب»». (المبسوط للسرخسي، كتاب الرضاع)

«وكذا يجوز للرجل أن يتزوج أخت أخته من الرضاع، وهذا ظاهر». (بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع، كتاب الرضاع، فصل في المحرمات بالرضاع)

«(وتحل أخت أخيه رضاعا) يصح اتصاله بالمضاف، كأن يكون له أخ نسبي له أخت رضاعية، وبالمضاف إليه، كأن يكون لأخيه رضاعا أخت نسبا وبهما وهو ظاهر». (الدر المختار وحاشية ابن عابدين، كتاب الرضاع)

«ويجوز أن يتزوج الرجل بأخت أخيه من الرضاع». (الهداية في شرح بداية المبتدي، كتاب الرضاع)

پلاٹینیم کی انگوٹھی پہننے کا حکم

سوال: مجھے یہ معلوم کرنا ہے کہ یہ جو شادی کی انگوٹھیاں ہوتی ہیں، سونے کی ہو تو وہ بہرحال مَردوں کے لیے حرام ہے لیکن یہ جو پلاٹینیم ہوتا ہے (یہ چاندی نہیں ہوتا لیکن چاندی جیسا سفید ہوتا ہے) اس کی انگوٹھی مَردوں کے لیے پہننا کیسا ہے؟

جواب: مَردوں کے لیے چاندی کی انگوٹھی کے علاوہ سونا، پلاٹینیم یا کسی اور دھات جیسے پیتل، تانبا، لوہے وغیرہ کی انگوٹھی پہننا، یا اور کوئی زیور پہننا جائز نہیں، صرف چاندی کی ایسی انگوٹھی پہننے کی اجازت ہے جس میں چاندی کا وزن ساڑھے چار ماشہ (۴٫۳۷۴ گرام) تک ہو۔ اس میں بھی فقہاء نے لکھا ہے کہ جس کو ضرورت ہو وہ پہنے، جیسے قاضی، سلطان مُہر لگانے کے لیے پہن سکتے ہیں، عام لوگوں کے لیے اس سے بھی احتراز کرنا بہتر ہے۔

«(ولايتحلى) الرجل (بذهب وفضة) مطلقاً (إلا بخاتم ومنطقة وجلية سيف منها) أي الفضة ...(ولايتختم) إلا بالفضة؛ لحصول الاستغناء بها، فيحرم (بغيرها كحجر وذهب وحديد وصفر) ورصاص وزجاج وغيرها لما مر ... ولايزيده على مثقال. (قوله: فيحرم بغيرها إلخ)؛ لما روى الطحاوي بإسناده إلى عمران بن حصين وأبي هريرة قال: «نهى رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم عن خاتم الذهب»، وروى صاحب السنن بإسناده إلى عبد الله بن بريدة عن أبيه: «أن رجلاً جاء إلى النبي صلى الله تعالى عليه وسلم وعليه خاتم من شبه، فقال له: مالي أجد منك ريح الأصنام! فطرحه، ثم جاء وعليه خاتم من حديد، فقال: مالي أجد عليك حلية أهل النار! فطرحه، فقال: يا رسول الله من أي شيء أتخذه؟ قال: اتخذه من ورق ولاتمه مثقالاً». (الدر المختار مع رد المحتار، كتاب الحظر والإباحة، فصل فی اللبس: ٦/ ٣٥٨)

"(وترك التختم لغير السلطان والقاضي) وذي حاجة إليه كمتول (أفضل)". (الدر المختار مع رد المحتار، كتاب الحظر والإباحة، فصل فی اللبس: ٦/ ٣٦١)

﴿ختم شد﴾